روزنامہ
ٹیلیفون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعہ 6/اپریل 2012ء 13 جمادی الاول 1433 ہجری 6 شہادت 1391 ھش جلد 62-97 نمبر 80

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یادرہے کہ کسی مذہب کی سچائی ثابت کرنے کے لئے یعنی اس بات کے ثبوت کے لئے کہ وہ مذہب منجانب اللہ ہے دوقسم کی فتح کا اس میں پایا جانا ضروری ہے۔ اوّل۔ یہ کہ وہ مذہب اپنے عقائد اور اپنی تعلیم اور اپنے احکام کی رو سے ایسا جامع اور اکمل اور اتم اور نقص سے دور ہو کہ اس سے بڑھ کر عقل تجویز نہ کر سکے اور کوئی نقص اور کمی اس میں دکھلائی نہ دے اور اس کمال میں وہ ہر ایک مذہب کو فتح کرنے والا ہو۔ یعنی ان خوبیوں میں کوئی مذہب اس کے برابر نہ ہو۔ جیسا کہ یہ دعویٰ قرآن شریف نے آپ کیا ہے کہ الیوم اکملت .... ۔ یعنی آج میں نے تمہارے لئے اپنا دین کامل کردیا۔ اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کیا۔ اور میں نے پسند کیا کہ (-) تمہارا مذہب ہو۔ یعنی وہ حقیقت جو (-) کے لفظ میں پائی جاتی ہے جس کی تشریح خود خدا تعالیٰ نے (-) کے لفظ کے بارہ میں بیان کی ہے اس حقیقت پر تم قائم ہو جاؤ۔ اس آیت میں صریح یہ بیان ہے کہ قرآن شریف نے ہی کامل تعلیم عطا کی ہے اور قرآن شریف کا ہی ایسا زمانہ تھا جس میں کامل تعلیم عطا کی جاتی۔ پس یہ دعویٰ کامل تعلیم کا جو قرآن شریف نے کیا یہ اسی کا حق تھا۔ اس کے سوا کسی آسمانی کتاب نے ایسا دعویٰ نہیں کیا .... ۔

دوم۔ پھر دوسری قسم فتح کی جو (-) میں پائی جاتی ہے جس میں کوئی مذہب اس کا شریک نہیں۔ اور جو اس کی سچائی پر کامل طور پر مہر لگاتی ہے اس کی زندہ برکات اور معجزات ہیں جن سے دوسرے مذاہب بکلی محروم ہیں۔ یہ ایسے کامل نشان ہیں کہ ان کے ذریعہ سے نہ صرف (-) دوسرے مذاہب پر فتح پاتا ہے بلکہ اپنی کامل روشنی دکھلا کر دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ یاد رہے کہ پہلی دلیل (-) کی سچائی کی جو ابھی ہم لکھ چکے ہیں یعنی کامل تعلیم وہ درحقیقت اس بات کے سمجھنے کے لئے کہ مذہب (-) منجانب اللہ ہے ایک کھلی کھلی دلیل نہیں ہے کیونکہ ایک متعصب منکر جس کی نظر باریک بین نہیں ہے کہہ سکتا ہے کہ ممکن ہے کہ ایک کامل تعلیم بھی ہو اور پھر خدا تعالیٰ کی طرف سے نہ ہو۔ پس اگرچہ یہ دلیل ایک دانا طالب حق کو بہت سے شکوک سے مخلصی دے کر یقین کے نزدیک کر دیتی ہے لیکن تاہم جب تک دوسری دلیل مذکورہ بالا اس کے ساتھ منضم اور پیوستہ نہ ہو کمال یقین کے مینار تک نہیں پہنچا سکتی۔ اور ان دونوں دلیلوں کے اجتماع سے سچے مذہب کی روشنی کمال تک پہنچ جاتی ہے۔ اور اگرچہ سچا مذہب ہزارہا آثار اور انوار اپنے اندر رکھتا ہے لیکن یہ دونوں دلیلیں بغیر حاجت کسی اور دلیل کے طالب حق کے دل کو یقین کے پانی سے سیراب کر دیتی ہیں۔ اور مکذبوں پر پورے طور پر اتمام حجّت کرتی ہیں۔ اس لئے ان دوقسم کی دلیلوں کے موجود ہونے کے بعد کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہتی۔ اور میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثبات حقیقت (-) کے لئے تین سو دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں۔ لیکن جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دوقسم کے دلائل ہزارہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔ پس خدا نے میرے دل کو اس ارادہ سے پھیر دیا۔

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ۔ روحانی خزائن جلد21 صفحہ 3 تا6)

افق تا افق

حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا:۔
جیسے بجلی مشرق سے مغرب تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کی آمد ہوگی ...... وہ ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتا دیکھیں گے تب وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ آسمان کے افق سے لے کر افق تک چاروں طرف سے اس کے برگزیدوں کو جمع کریں گے۔

(انجیل متی باب 24 آیت 27`30`31)

قرض بھی ایک امانت ہی کی قسم ہے

حضرت مصلح موعود نے فرمایا۔
''اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرض بھی ایک امانت ہی کی قسم ہے۔ کیا صرف اس وجہ سے کہ اس کے استعمال کی تم کو اجازت دی جاتی ہے اور تم پر احسان کیا جاتا ہے۔ تم اس کی ادائیگی میں سستی کرتے ہو آخر امانت اور قرض میں کیا فرق ہے؟ یہی کہ امانت ایسی حالت میں رکھوائی جاتی ہے جبکہ امین کو ضرورت نہیں ہوتی اور قرض اس وقت دیا جاتا ہے جبکہ اسے ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی صورت میں قرض لینے والے پر دوسرے کا احسان ہوتا ہے اور اس کا فرض ہوتا ہے کہ وہ وقت پر خندہ پیشانی سے قرض ادا کر دے''۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 648 تا 649)
(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2012ء
مرسلہ۔ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

نمایاں کامیابی

مکرم منور اقبال مجوکہ صاحب صدر محلّہ دارالعلوم شرقی برکت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔
مکرمہ اسماء اسلم صاحبہ بنت مکرم داؤد احمد چوہدری صاحب کو یونیورسٹی آف لاہور کی طرف سے سال 2006ء کیلئے ڈی فارمیسی میں فرسٹ پوزیشن لینے پر جناب گورنر پنجاب نے 25 فروری 2012ء کو گولڈ میڈل سے نوازا۔ عزیزہ مکرم چوہدری محمد اسلم صاحب کاہلوں سابق امیر ضلع سیالکوٹ کی پوتی ہیں۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو برکتوں سے نوازے۔ آمین

اعلان فراہمی کتب (سکولز نظارت تعلیم)

امسال (2012ء) نظارت تعلیم کے ادارہ جات کا الحاق آغا خاں بورڈ کے ساتھ کیا جا رہا ہے۔نئی کلاسز کے لئے نصاب کا انتظام متعلقہ سکولز میں کیا جا رہا ہے۔چونکہ یہ کتب براہ راست آکسفورڈ پریس سے خریدی گئی ہیں اس لئے بازار کی نسبت کم قیمت ہیں۔جو 8 مضامین شیڈ ڈ ہیں۔وہ بازار سے دستیاب ہیں

	Egnlish	Urdu	Math	Islamiat	Com.Sc	Social Sd./Pak studies	Gen.Sc	Physics	Chemistry	Biology
Prep	Oxford Progressive Rs-185	Oxford Chambali Rs-120	Oxford Countdown Rs-165	Oxford	--	--	--	--	--	--
1	Oxford Progressive Rs-185	Oxford Motia Rs-125	Oxford Countdown Rs-175	Oxford Rs-75	--	Oxford Social Studies (Nicholas Horsburgh) Rs-185	Oxford Primary Science Rs-175	--	--	--
2	Oxford Progressive Rs-185	Oxford Gainda Rs-125	Oxford Countdown Rs-175	Oxford Rs-75	--	Oxford Social Studies (Nicholas Horsburgh) Rs-195	Oxford Primary Science Rs-175	--	--	--
3	Oxford Progressive Rs-195	Oxford Sada Bahar Rs-130	Oxford Countdown Rs-180	Oxford Rs-75	--	Oxford Social Studies (Nicholas Horsburgh) Rs-185	Oxford Primary Science Rs-175	--	--	--
4	Oxford Progressive Rs-195	Oxford Nargis Rs-135	Oxford Countdown Rs-185	Oxford Rs-75	--	Oxford Social Studies (Nicholas Horsburgh) Rs-195	Oxford Primary Science Rs-175	--	--	--
5	Oxford Progressive Rs-200	Oxford Gul-e-lala Rs-140	Oxford Countdown Rs-190	Oxford Rs-75	--	Oxford Social Studies (Nicholas Horsburgh) Rs-195	Oxford Primary Science Rs-185	--	--	--
6	Oxford Progressive Rs-335	Oxford Champa Rs-145	Oxford Countdown Rs-190	Oxford Rs-75	Oxford Right byte	Oxford Social Studies (Peter Moss) Rs-175	Oxford Secondary Science Rs-210	--	--	--
7	Oxford Progressive Rs-335	Oxford Sooraj Mukhi Rs-150	Oxford Countdown Rs-200	Oxford Rs-75	Oxford Right byte	Oxford Social Studies (Peter Moss) Rs-180	Oxford Secondary Science Rs-210	--	--	--
8	Oxford Progressive Rs-345	Oxford Kanwal Rs-155	Oxford Countdown Rs-205	Oxford Rs-75	Oxford Right byte	Oxford Social Studies (Peter Moss) Rs-185	Oxford Secondary Science Rs-215	--	--	--
9	Oxford Progressive Rs-435	AKU Nazm-o-Nasr	PTB	PTB	Oxford	Introduction to Pakistan studies Ikram Rabbani	--	Physics Matters	Chemistry Matters	PTB
10	Oxford Progressive Rs-435	AKU Nazm-o-Nasr	PTB	PTB	Oxford	Introduction to Pakistan studies Ikram Rabbani				PTB

(نظارت تعلیم)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

الف۔لطیف

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس

ربوہ کا ماحول۔ بزرگان کی شفقتیں اور افضال الٰہی کا تذکرہ

کبھی کبھی تنہائی میں بیٹھے اچانک ماضی کی یادیں ذہن میں چکر لگانے لگتی ہیں اور بعض مرتبہ سارا ماضی ایک فلم کی طرح آنکھوں کے سامنے گزرنے لگتا ہے۔ آج دل کر رہا ہے کہ ماضی کی کچھ یادیں تحدیث نعمت کے طور پر صفحہ قرطاس پر بکھیر دوں۔ ویسے تو زندگی کسی کی کتنی ہے کسی کو بھی معلوم نہیں لیکن کچھ عمر کے تقاضے کی وجہ سے اور کچھ صحت اچھی نہ ہونے کی وجہ سے اب تو لگتا ہے کہ نہ جانے کب اس جہان سے کوچ کر جانے کا وقت آ جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے جتنی بھی عمر ہے وہ خیر و عافیت سے گزار دے اور انجام بخیر کرے اور حساباً یسیراً کر دے۔ آمین۔

میں قادیان دارالامان میں پیدا ہوئی۔ پارٹیشن کے وقت میری عمر 3 سے 4 سال کے لگ بھگ تھی۔ ایک سال لاہور رہے، اس کے بعد ربوہ اس وقت گئے جبکہ ربوہ ایک Tent City کی طرح کا تھا۔ لاہور کے قیام کے دوران کی یادیں تو کوئی زیادہ نہیں۔ جودھامل بلڈنگ کے ایک حصّہ میں ہم رہتے تھے اسی عرصہ میں میری چھوٹی بہن مبارکہ بشریٰ (جواب بشریٰ باری کہلاتی ہیں) پیدا ہوئی۔ جب ربوہ گئے تو زندگی کافی سخت تھی، بنجر غیر آباد زمین، زندگی کی سہولت کیلئے کوئی آسانی نہ تھی نہ بجلی نہ پانی۔ گرمی کے دنوں میں سخت گرمی اور سردیوں میں سخت سردی۔ Tents میں کچھ عرصہ رہنے کے بعد کچے مکان بنے۔ جب سکول کے قریب آمنے سامنے کچے مکان سکول کے ٹیچرز کیلئے بنے تو ہم وہاں منتقل ہو گئے۔ وہ استانیوں کی گلی کہلاتی تھی۔ میری پیاری امّی امتہ الرشید شوکت بھی سکول میں پڑھاتی تھیں۔ اسی وقت مَیں نے بھی سکول شروع کیا۔ عجیب پرمشقت زندگی تھی۔ سکول کیا تھا؟ لمبے لمبے ٹاٹ بچھا کر سٹوڈنٹ آگے پیچھے ان پر بیٹھتے تھے Open air میں شروع میں تو ٹیچر کیلئے کرسی بھی نہ تھی چند اینٹوں سے ایک ذرا اونچی جگہ بیٹھنے کیلئے بنا دیتے، ایک Black Board ہوتا اور بس! ہمارے لکھنے کے لئے لکڑی کی تختی اور سلیٹ ہوتی تھی اسی پر لکھتے تھے اور پھر صاف کر کے دوبارہ وہی استعمال ہوتی تھی۔ ربوہ میں ان دنوں زمین شورے والی تھی اس وجہ سے مٹی پھول جاتی تھی۔ ہماری ڈیوٹی لگی ہوتی تھی کہ سکول کے بعد جہاں ہم بیٹھتے تھے پوچا پھیر کر جائیں تا کہ اگلے دن ہم بیٹھ سکیں اور مٹی نہ اُڑے۔ گھر میں بھی یہی کرنا پڑتا تھا تا کہ مٹی نہ اُڑے۔ پانی ماشکی لاتے تھے۔ بعد میں جب گلیوں میں نلکے لگ گئے پینے کیلئے میٹھا پانی تو ماشکی احمد نگر سے لاتے تھے باقی پانی گلی کے نلکے سے بالٹیوں میں ہم بھر کر لاتے تھے۔ مَیں پتلی دبلی ہوتی تھی، جب بالٹی کی پانی بھر کر لاتی تھی تو کچھ دیر تک ہاتھ کی انگلیاں سیدھی نہیں ہوتی تھیں۔ لکڑیاں اور چھاپوں سے شروع میں صبح، دوپہر، شام، آگ جلا کر کھانا پکایا جاتا تھا۔ دھوئیں سے آنکھیں اشکبار ہو جایا کرتی تھیں اور پھر راکھ کے ساتھ بالٹیوں میں سے پانی لیکر برتن صاف کرنا بھی کوئی آسان کام نہ تھا کیونکہ مٹی بہت ہوتی تھی۔ کپڑے میلے ہو جاتے تھے۔ ڈنڈے مار مار کر ان کو دھونا پڑتا تھا۔ غرض بہت پُرمشقت زندگی تھی۔ ہر جگہ پیدل جانا ہوتا تھا جب بارش ہوتی تھی تو پاؤں کیچڑ سے لت پت ہو جاتے تھے کیونکہ سڑکیں بھی کچی تھیں۔

آج کی سہولیات کے لحاظ سے زندگی سخت تھی لیکن دوسری طرف اہل ربوہ دنیا کے خوش قسمت ترین باشندے تھے وہ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود کی مبارک زوجہ حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ اور مبشر اولاد (جن میں سے حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی تھے) ہمارے درمیان رہتے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت مسیح موعود کے جلیل القدر رفقاء اور رفیقات ہمارے درمیان رہتی تھیں۔ عجیب روحانی ماحول تھا۔ یہ سب بزرگ ہستیاں چلتے پھرتے فرشتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک یوم مصلح موعود کے موقع پر حضرت نصرت جہاں بیگم صاحبہ (حضرت اماں جان) ہمارے سکول تشریف لائیں اور لڈو بانٹے، نصائح سے نوازا۔ سب لڑکیوں نے سفید کپڑے اور سبز دوپٹے پہنے ہوئے تھے۔

ہم اوپر تلے چار بہنیں ہیں۔ جب ہم استانیوں والی گلی میں رہتے تھے اس وقت ہم صرف بہنیں تھیں۔ ایک مرتبہ اچانک صبح حضرت اماں جان سکول آئیں اور وہاں پر موجود سب استانیوں سے ان کا حال احوال پوچھا۔ میری پیاری امّی جان سے انہوں نے پوچھا کتنے بچے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ چار بیٹیاں ہیں تو حضرت اماں جان نے ان سے کہا اب خدا تعالیٰ بیٹے دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے پھر تین بیٹے عطا ہوئے۔ الحمد للہ، بڑا بھائی مجیب الرحمٰن جب پیدا ہوا تو سکول میں آدھے دن کی چھٹی ہو گئی۔

جب ہم استانیوں والی گلی میں رہتے تھے اس گلی میں استانی میمونہ صوفیہ بھی رہتی تھیں۔ مجھے یاد ہے کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں وہ ساری گلی کی بچیوں کو اکٹھا کر کے بیت مبارک میں تراویح پڑھنے کیلئے جایا کرتی تھیں۔ جو حافظ محمد رمضان صاحب پڑھاتے تھے ان کی آواز نہایت شیریں تھی۔ ابھی مَیں چوتھی یا پانچویں کلاس میں تھی کہ تحریک جدید کے پکے مکان بنے تو ہم ادھر منتقل ہو گئے۔ سارے مکانوں میں واقف زندگی رہتے تھے۔ کئی واقف زندگی دوسرے ملکوں میں دعوت الی اللہ کے لئے گئے ہوتے تھے لیکن ان کی فیملیاں ربوہ میں ہی رہتی تھیں۔ گلیوں میں ٹریفک کوئی نہیں ہوتی تھی اس لئے محلّہ کے سارے بچے آزادی سے گلیوں میں کھیلتے کودتے تھے۔ مَیں کیونکہ گھر میں سب سے بڑی تھی اس لئے چھوٹی عمر میں ہی مَیں نے اندر باہر کے کام کرنے شروع کر دیئے تھے۔

ربوہ میں اس وقت تقریباً سارے احمدی ہی رہتے تھے ماحول بڑا روحانی تھا۔ پانچوں نمازوں کے وقت بلند آواز سے ندا کی آواز سنائی دیتی تھی۔ خصوصاً گرمیوں کے دنوں میں جبکہ ہم صحن میں سوتے تھے فجر کی ندا جب ہوتی تو عجیب حالت ہوتی، بشارت اللہ صاحب (جو کہ بشارت قصائی کہلاتے تھے) کی آواز نہایت شیریں تھی جب وہ لاؤڈ سپیکر پر فجر کی ندا دیتے تھے تو ان کی شیریں آواز ربوہ کی پہاڑیوں سے ٹکراتی ہوئی عجیب سحر کن ہوتی تھی۔ بعض مرتبہ جسم میں لہریں دوڑنے لگتی تھیں۔ اس کے بعد محلے کے اطفال اور خدام صلّ علیٰ .... کا ورد کرتے ہوئے گھروں کے دروازے کھٹکھٹاتے اور ان گھروں کے اطفال اور خدام بھی گھروں سے نکل کر اس ورد میں شامل ہو جاتے تھے اور ورد کرتے کرتے فجر کی نماز کے لئے بیت الذکر میں پہنچ جاتے تھے۔ ایک اور بات جو مجھے یاد ہے کہ اکثر مولوی بقاپوری صاحب فجر کی نماز کے بعد سیر کرتے ہوئے ہمارے گھر آ جاتے، سب کا احوال پوچھتے اور پھر کہتے آ ؤ دعا کر لیں اور پھر دعا کرواتے اور رخصت ہو جاتے۔ کیا روحانی ماحول تھا۔

جب مَیں آٹھویں جماعت میں تھی اس وقت میرا دوسرا بھائی ہشام قمر پیدا ہوا۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے لکھا ہے کہ مَیں نے چھوٹی عمر میں ہی گھر کا کام کاج شروع کر دیا تھا۔ کھانا پکانا بھی سیکھ لیا تھا۔ میں آٹھویں جماعت میں تھی کہ میرے سب سے چھوٹے ماموں حبیب احمد کی شادی ہوئی۔ دعوت ولیمہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے تشریف لانا تھا۔ ان دنوں واقفین زندگی نہایت سادگی سے رہتے تھے بمشکل گزارہ ہوتا تھا۔ دعوت ولیمہ کا کھانا نہایت سادہ تھا۔ مجھے کہا گیا کہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی Table پر رکھنے کیلئے مَیں چٹنی بنا دوں۔ میں نے ٹماٹر، انار دانہ اور پودینہ کی چٹنی بنائی۔ غالبًا اگلے روز حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کی طرف سے ایک رقعہ آیا جس میں لکھا تھا کہ چٹنی بہت مزیدار تھی اور اس کی ترکیب پوچھی ہوئی تھی۔ میں نے تو اندازے سے ہی وہ چٹنی بنائی تھی جو میری سمجھ میں آیا مَیں نے ترکیب لکھ دی۔ اس کے کچھ دنوں کے بعد میری پیاری امی حضرت مرزا بشیر احمد سے ملنے گئیں تو انہوں نے کوئی حکایت ان کو سنائی جس کا مطلب یہ تھا کہ دوبارہ وہ چٹنی بنوا کر بھیجو۔ چٹنی کیا چیز ہوتی ہے؟ وہ عجیب پیاری ہستیاں تھیں جن کے لوگوں کے ساتھ پیار کے عجیب انداز تھے۔ میری کچی عمر تھی، اس بات کی اہمیت اس وقت مجھے سمجھ نہ آئی۔ ان دنوں ربوہ میں چاول نہیں مل رہے تھے۔ مَیں نے سوچا کہ جب چاول ملیں گے تو پلاؤ کے ساتھ چٹنی بنا کر بھیجوں گی۔ بہرحال آج کل کرتے تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر گیا نہ چاول ملے نہ مَیں نے چٹنی بنا کر بھیجی۔ سال کے بعد ایک دن مَیں نے پلاؤ اور چٹنی بنا کر اپنی چھوٹی بہن امۃ الحمید اور بھائی مجیب الرحمٰن کے ہاتھ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کو بھجوائی۔ اس وقت مجھے اس بات کا خیال نہ آیا کہ اتنا اچھا موقعہ تھا ان کو قریب سے دیکھنے اور ان سے بات کرنے کا جو مَیں نے کھو دیا۔ اب سوچتی ہوں کہ مَیں خود کیوں نہ گئی؟ بہرحال جب میری بہن اور بھائی پلاؤ اور چٹنی لیکر گئے۔ گرمیوں کے دن تھے اور حضرت مرزا بشیر احمد صاحب کے کمرہ میں نیا نیا ایئر کنڈیشنر ان کو ان کے بڑے بیٹے حضرت مرزا مظفر احمد صاحب نے لگوا کر دیا تھا۔ انہوں نے ان کو اندر بلوایا اور بڑے پیار سے ان سے باتیں کیں اور کہا کہ اچھا یہ وہ چٹنی ہے جس کا مَیں ایک سال سے انتظار کر رہا ہوں۔

پھر میں نے ایک مرتبہ شامی کباب کے ساتھ چٹنی بنا کر بھجوائی۔ واہ رے چٹنی! حضرت مسیح موعود کی مبشر اولاد حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے جسے پسند کیا اور مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس چٹنی کو بنانے کی توفیق دی۔ مَیں اپنی ناسمجھی کی وجہ سے خود تو ان کے پاس نہ جا سکی لیکن اس پیارے وجود نے میرے لئے دعا تو ضرور کی ہوگی۔ جب لاہور کالج فار ویمن میں پڑھ رہی تھی تو ایک مرتبہ میرے پیارے ابا جان (حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب سابق پرنسپل جامعہ احمدیہ اور مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ) لاہور آئے اور مجھے لے کر ڈیوس روڈ لاہور میں ایک کوٹھی میں جہاں کہ حضرت مرزا بشیر احمد ان دنوں آئے ہوئے تھے لیکر گئے۔ مَیں نے ان کو سلام کیا اور بہت قریب سے دیکھنے کا موقع ملا۔ مَیں پاس کھڑی رہی وہ کافی دیر تک پیارے ابّا جان سے باتیں کرتے رہے۔ مَیں طبیعت میں حجاب کی وجہ سے ان سے یہ تعارف بھی نہ کروا سکی کہ مَیں وہی ہوں جو آپ کو چٹنی بنا کر بھجوایا کرتی تھی۔

کئی مرتبہ قصر خلافت جانے کا موقعہ ملا۔ حضرت مصلح موعود بالکونی میں کھڑے ہوتے

تھے۔ہم سب اس نورانی وجود کا دیدار کرتے تھے۔ جب ان کی وفات ہوئی اس وقت میں لاہور پنجاب یونیورسٹی میں پڑھ رہی تھی۔ وفات کی خبر میں نے ریڈیو پر سنی، اسی روز میں ایک اور احمدی لیڈی ڈاکٹر کے ساتھ بس کے ذریعہ ربوہ گئی۔شام کا وقت تھا جب اڈے سے گھر جارہی تھی تو اعلان ہو رہا تھا کہ حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح منتخب ہوئے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے بیعت میں شامل ہونے کی توفیق دی۔حضرت مصلح موعود کے آخری دیدار کی توفیق ملی۔ چہرہ نور ہی نور تھا۔جیسا کہ میں پہلے لکھ چکی ہوں کہ ہم واقفین کے محلّہ میں رہتے تھے۔کبھی کوئی مربی سلسلہ جارہا ہوتا اور کوئی آرہا ہوتا تھا۔ ریلوے سٹیشن پر جانے والوں کو الوداع کرنے لوگ جاتے تھے اور دعاؤں سے رخصت کرتے تھے عجیب نظارہ ہوتا تھا اور جب کسی مربی سلسلہ نے آنا ہوتا تھا تو استقبال کے لئے سٹیشن پر جاتے تھے اور اس دن خوشی کا سماں ہوتا تھا۔

ربوہ کی ایک اور بڑی رونق جلسہ سالانہ ہوتا تھا۔سارا سال انتظار رہتا تھا۔جلسہ کے دنوں میں گھر کا سارا سامان سٹور میں چلا جاتا تھا اور کمروں میں کسیر بچھا دی جاتی تھی۔ بہت مہمان ٹھہرتے تھے۔صحن میں ٹینٹ لگتا تھا۔ پیارے ابا جان اپنا بستر لے کر اپنے دفتر چلے جاتے تھے۔جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیاں دینے کا بھی اپنا مزہ تھا۔ہمارا گھر زنانہ جلسہ گاہ کے بالکل سامنے تھا۔جلسہ کی تقاریر ہم اپنے صحن میں بیٹھے بھی سن سکتے تھے۔جلسہ سالانہ کے دنوں میں ہر طرف چہل پہل ہوتی تھی۔جلسہ سالانہ پر لاؤڈ سپیکر پر تقاریر بہت پُراثر ہوتی تھیں۔ ربوہ میں جامعہ احمدیہ میں مختلف ممالک سے آئے ہوئے سٹوڈنٹس پڑھتے تھے۔وہ جب اکٹھے گلیوں میں چلتے پھرتے نظر آتے تھے تو عجیب سماں ہوتا تھا۔

جب میں میٹرک میں تھی تو میرا سب سے چھوٹا بھائی بشیر اطہر پیدا ہوا تھا۔جب میں سکول میں پڑھ رہی تھی چھٹیاں بھی زیادہ تر ربوہ میں ہی گزرتی تھیں کیونکہ ہمارے اکثر رشتہ دار ربوہ میں ہی رہتے تھے۔ دوسرے واقفین زندگی کے مالی حالات ایسے نہ تھے کہ سیر وتفریح کیلئے ادھر اُدھر آجاسکیں۔ چند بار لاہور کے چکر لگ گئے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ ہم سب لاہور گئے تو ان دنوں شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر جماعت لاہور اپنی فیملی کے ساتھ کہیں گئے ہوئے تھے۔ہم ان کے گھر جو کہ ٹیمپل روڈ پر واقع تھا ٹھہرے تھے۔ ان کے گھر اس کمرہ کو دیکھنے اور اس میں رہنے کا موقع ملا جہاں حضرت خلیفۃ المسیح الموعود کو مصلح موعود ہونے کی بشارت ملی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے۔ بچھڑے ہوؤں کو ملانے والا۔ زندگی میں کئی بار اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا مشاہدہ ہوا۔ایک مشاہدہ اس صفت کا بڑا دلچسپ ہے گو اس کا تعلق میری پیاری امی امۃ الرشید شوکت سے ہے لیکن ایسے ہے گویا اس صفت کا مشاہدہ خدا تعالیٰ نے میرے لئے کروایا تھا۔میری پیاری امی نے بتایا کہ جب وہ پانچویں کلاس میں پڑھتی تھیں گورداسپور میں رہتی تھیں۔ان کے ابا منشی چراغ دین سکول ٹیچر تھے ان کی ایک کلاس فیلو تھی جس کا نام انور تھا۔ان کے ابا انسپکٹر سکول تھے۔دونوں کی آپس میں دوستی تھی ایک دوسرے کے گھر آنا جانا تھا۔ پانچویں کے بعد انور کے ابا کی ٹرانسفر کہیں اور ہوگئی اس کے بعد ان سے کوئی رابطہ نہ رہا۔ زندگی گزرتی رہی، شادی ہوگئی، بچے پیدا ہوئے، انڈیا پاکستان کی پارٹیشن ہوگئی اور ربوہ جاکر وہاں آباد ہوگئے۔ تقریباً 25،30 سال کا عرصہ گزر گیا۔میری خالہ امۃ المنان قمر ربوہ سے لاہور کالج فار ویمن میں F.Sc. کرنے گئیں۔ ایک مرتبہ جب وہ گھر واپس آئیں تو اپنے کالج کی کچھ پروفیسرز کی گروپ فوٹو لائیں۔میری امی نے جب وہ فوٹو دیکھی تو ایک پروفیسر کی تصویر کو دیکھ کر کہا کہ یہ تو انور لگتی ہے اور میری خالہ جان سے پوچھا کہ ان کا نام کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ ان کو مسز ریاض قدیر کہتے ہیں نام مجھے معلوم نہیں۔ دوسری مرتبہ جب وہ لاہور سے آئیں تو انہوں نے بتایا کہ ان کا نام انور ہے۔خیر بات آئی گئی ہوگئی۔اس کے بعد ایک مرتبہ میری امی لاہور گئیں تو چوبرجی میں اپنی ایک جاننے والی کے گھر ٹھہریں۔ وہاں باتوں باتوں میں ڈاکٹر ریاض قدیر کا ذکر آیا (جب حضرت المصلح الموعود پر چاقو کا حملہ ہوا تھا اس وقت ڈاکٹر ریاض قدیر ان کے علاج کیلئے ربوہ آئے تھے) وہ کہنے لگیں کہ وہ اسلامیہ پارک میں رہتے ہیں۔میں آپ کو ان کے گھر لے جاتی ہوں لیکن امی سوچ رہی تھی کہ ہوسکتا ہے کہ وہ وہی انور ہو۔ انہوں نے کہا جاکر دیکھ لینے میں کوئی حرج نہیں۔ خیر جب یہ دونوں ان کے گھر پہنچیں وہ لوگ اس تین منزلہ نئی کوٹھی میں منتقل ہوئے ہی تھے تو ان کو دیکھ کر میری امی نے کہا کہ یہ وہ نہیں۔ادھر خدا کا کرنا کیا ہوا کہ جب مسز ریاض قدیر گھر میں شفٹ ہو رہی تھیں تو سامان میں سے پرانی تصاویر نکلیں جن میں ایک تصویر میں میری امی ان کے ساتھ کھڑی تھیں۔انہوں نے بتایا کہ جب میں نے یہ تصویر دیکھی تو میں نے سوچا نہ جانے شوکت (میری امی) کہاں ہوگی اور آج آپ آگئی ہیں۔ انہوں نے میری امی کو پہچان لیا تھا۔خوب تپاک سے ملیں، پرانی یادیں تازہ کیں۔ حال احوال پوچھا، ان دونوں کی ایک سہیلی شکنتلا بھی تھی اس کا بھی ذکر آیا۔خدا کا کرنا کیا ہوا کہ اس ملاقات کے کچھ دیر بعد میری امی قادیان دارالامان گئیں۔ جب وہ امرتسر میں گاڑی میں بیٹھی ہوئی تھیں تو میری امی نے بتایا کہ میرے دل میں خیال آیا کہ نہ جانے شکنتلا کہاں ہوگی؟ انہوں نے بتایا کہ جب میں نے نظر اوپر اٹھائی تو گاڑی میں سامنے والی سیٹ پر شکنتلا بیٹھی تھی دونوں پانچویں کلاس کی سہیلیاں اس اچانک ملاقات پر بہت حیرت زدہ اور خوش ہوئیں۔ کیا زبردست جلوہ ہے پیارے خدا تعالیٰ کی صفت بچھڑے ہوؤں کو ملانے والا کا۔

میری امی کی مسز انور ریاض قدیر سے یہ ملاقات جب میں نے میٹرک کیا اس سے کچھ پہلے ہی ہوئی تھی۔جب میں لاہور کالج فار ویمن میں داخل ہوئی تو میں نے ہوسٹل میں رہنا تھا۔ ہمارا کوئی رشتہ دار لاہور نہیں رہتا تھا۔ مجھے کالج میں داخلہ تو مل گیا تھا لیکن ان دنوں ہوسٹل Renovate ہو رہا تھا جو سٹوڈنٹ پہلے ہوسٹل میں رہتے تھے ان کو بھی کالج کے کچھ کمروں میں رکھا ہوا تھا۔ نئے کسی سٹوڈنٹ کو ابھی نہیں لے رہے تھے۔ مجھے میرے پیارے ابا جان لاہور چھوڑنے آئے تھے۔ جب کالج والوں نے بتایا کہ فی الحال کسی اور سٹوڈنٹ کو ہوسٹل میں جگہ نہیں مل سکتی تو بڑی پریشانی ہوئی۔ پیارے ابا جان مجھے لیکر مسز ریاض قدیر کے گھر گئے اور صورتحال سے آگاہ کیا اور ان سے کہا کہ کالج والوں سے سفارش کرکے جگہ دلوا دیں۔انہوں نے کہا کہ واقعی ہوسٹل تیار ہونے تک وہ کسی اور سٹوڈنٹ کو نہیں لے رہے۔انہوں نے نہایت اصرار سے کہا کہ آپ اس کو میرے پاس چھوڑ دیں میری سہیلی کی بیٹی ہے، جب ہوسٹل بن جائے گا پھر اس میں چلی جائے گی۔ مسز ریاض قدیر کے اپنے آٹھ بچے تھے۔ چار بیٹیاں اور چار بیٹے۔ سب سے بڑی بیٹی عارفہ مریم لاہور کالج فار ویمن میں دوسرے سال میں پڑھتی تھی۔ ابا جان بڑے پریشان تھے کہ کیا کیا جائے لیکن مسز ریاض قدیر نے اس قدر اصرار کیا کہ ابا جان مجھے چھوڑ گئے۔ دوسری منزل پر عارفہ مریم کا اپنا کمرہ تھا جس میں دو پلنگ تھے۔ ایک پر میں سوتی تھی اور دوسرے پر عارفہ مریم، Attached Bathroom تھا اس لئے کسی قسم کی کوئی دقت نہ تھی۔ میرے ابا جان جب گھر گئے تو میری امی بہت پریشان ہوئیں۔ چند دن بعد میری امی ملنے آئیں تو ان کو تسلی ہوگئی۔ مجھے تقریباً دو ماہ ان کے گھر رہنا پڑا۔ مسز ریاض قدیر نے جس قدر پیار محبت کا سلوک کیا میں کبھی بھول نہیں سکتی۔ عارفہ مریم اور تینوں چھوٹی بہنیں بہت پیاری طبیعت کی مالک تھیں۔ سامنے کی کوٹھی میں مسز ریاض قدیر کے بھائی جسٹس نذیر احمد محمود رہتے تھے۔ان کی ماشاء اللہ سات بیٹیاں تھیں۔وہ سب بھی بہت پیاری طبیعت کی مالک تھیں، ان سب کی بہت رونق تھی۔ مسز ریاض قدیر جو کہ لاہور کالج فار ویمن میں انگلش کی پروفیسر تھیں کار پر کالج جاتی تھیں۔ کچھ دن تو میں ان کے ساتھ ان کی کار پر آئی گئی لیکن میرے دل پر بوجھ تھا کہ میری وجہ سے ان کو کالج جلدی جانا پڑتا ہے لیکن وہاں بھی خدا تعالیٰ نے اپنے فضل کا عجیب جلوہ دکھایا۔ ہوا یوں کہ چند دن بعد ہی ایک Electrical Engineer ٹرانسفر ہوکر لاہور آئے اور ڈاکٹر ریاض قدیر کی کوٹھی کے بالکل ساتھ والی کوٹھی میں ٹھہرے۔ان کی بڑی بیٹی شگفتہ ہماری کلاس میں داخل ہوئی۔اس کو کار کالج چھوڑنے اور واپس گھر لانے جاتی۔ مجھے بھی شگفتہ کے ساتھ کار پر آنے جانے کا خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مفت انتظام کردیا۔بعد میں شگفتہ کے ابا کی پھر کہیں اور ٹرانسفر ہوگئی اور شگفتہ بھی ہوسٹل میں آگئی اور میری روم میٹ ہوگئی اور میری بہت اچھی سہیلی بن گئی۔

کالج میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت اچھی اچھی ٹیچرز تھیں۔خصوصاً دو بہنیں جو کہ پارسی تھیں۔ ایک کا نام پریم موان تھا وہ باٹنی پڑھاتی تھیں دوسری کا نام انیلا موان تھا وہ ہمیں Zoology پڑھاتی تھیں۔ دونوں بہنیں اس طرح پڑھاتی تھیں کہ کلاس میں ہی سبق یاد ہوجاتا تھا۔بہت پیاری طبیعت کی مالک تھیں۔جب میں پنجاب یونیورسٹی میں M.Sc. Botany کر رہی تھی تو بعض کتابیں کورس کی بہت مہنگی تھیں۔ پریم موان نے وہ کتابیں لائبریری سے اپنے نام پر لے کر مجھے دی ہوئی تھیں کیونکہ میں تو ان کو خرید نہیں سکتی تھی۔ پریم موان کہا کرتی تھیں ہماری تو زندگی ہی پڑھنا اور پڑھانا ہے۔ پنجاب یونیورسٹی میں M.Sc Botany میں ہم 24 سٹوڈنٹ تھے۔ بارہ لڑکے اور بارہ لڑکیاں۔ان میں سے تین لڑکیاں برقعہ پہنتی تھیں۔ ایک میں تھی اور ایک شیعہ لڑکی سرتاج بانو ملتان کی رہنے والی تھی اور ایک سنی لڑکی بلقیس بانو۔ ہم تینوں پہلی لائن میں بیٹھتی تھیں۔ ہمارے Head of the Department. Professor Lodi. تھے وہ ہمیں Genetics پڑھاتے تھے۔ وہ ہماری بہت عزت کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے میرے Genetics کے امتحان میں اکثر سب سے زیادہ نمبر آتے تھے جب Test ہوتا تو کئی لڑکے کسی اور لڑکی کو کہتے کہ امتل (مجھے کلاس میں لوگ امتل کہتے تھے) سے پوچھو کہ اس سوال کا کیا جواب ہے۔ دو سال نہ میں نے کسی لڑکے سے بات کی نہ انہوں نے کی۔ دو سال کے آخر میں ہر سٹوڈنٹ نے ایک Presentation کرنی تھی جس کے بعد سوال وجواب ہوتے تھے۔ سارے سٹوڈنٹ اور پروفیسرز بیٹھے ہوتے تھے۔ مجھے جو Topic دیا گیا وہ Touchy سا Topic تھا لڑکیاں مجھے آ آ کر کہہ رہی تھیں کہ امتل تم کیا تیاری کر رہی ہو۔ لڑکے تو لائبریری جاجا کر تیاری کر رہے ہیں تمہیں سوال کرنے کیلئے۔ وہ کہتے ہیں اس نے دو سال ہمارے ساتھ بات نہیں کی

آج ہم نے بدلہ لینا ہے۔مَیں Presentation کے لئے کھڑی تھی سامنے سارے سٹوڈنٹ اور پروفیسرز بیٹھے تھے۔Presentation جب ختم ہوئی تو سٹوڈنٹس کی طرف سے سوالات کی بوچھاڑ ہوگئی۔ جب کوئی ایسا ویسا سوال ہوتا تو پروفیسر لودھی فوراً اس کو Take Over کر لیتے تھے۔ عجیب پیارے وجود تھے۔ ابھی پچھلے دنوں میری ملاقات عرصہ دراز کے بعد حکیم فضل الرحمٰن صاحب کی بہو جن کا نام حمیدہ ہے سے ہوئی۔ جب مَیں لاہور پڑھ رہی تھی تو وہ لوگ Queens Rd لاہور میں رہتے تھے۔مَیں کبھی کبھی ان کے گھر جایا کرتی تھی۔خالہ حمیدہ نے مجھے بتایا کہ پھر ہم ماڈل ٹاؤن لاہور چلے گئے تھے۔ ہمارے ہمسایہ میں تمہارے پروفیسر لودھی صاحب رہتے تھے۔ جب ان کو علم ہوا کہ ہم احمدی ہیں تو تمہارا ذکر کرتے تھے۔

جب میں M.Sc. کے دوسرے سال میں تھی تو میرا نکاح ہوگیا۔ اس وقت میرے میاں کریم امریکہ میں Louiville Ky. میں Ph.D کر رہے تھے۔ میرا ابھی M.Sc. کا نتیجہ بھی نہیں نکلا تھا کہ میری شادی ہوگئی۔طرفین واقف زندگی تھے۔ شادی نہایت سادگی سے ہوئی لیکن کئی برکتیں شامل حال تھیں۔نکاح کی جو انگوٹھی تھی وہ میری پیاری امّی جان ایک روز پہلے حضرت نواب مبارکہ بیگم کو دعا کیلئے دے آئی تھیں۔نکاح کے بعد جو چھوٹی سی تقریب ہوئی اس میں حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت نواب امتہ الحفیظ بیگم ہمارے غریب خانہ پر تشریف لائیں اور مجھے انگوٹھی پہنائی۔ رخصتانہ کی تقریب میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور خاندان مسیح موعود کی خواتین مبارکہ تشریف لائیں اور ہمارے گھر سے سسرال کے گھر جانے کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنی کار بھجوائی جس پر بیٹھ کر میں گئی۔

میرے میاں کریم تو شادی کے وقت امریکہ میں ہی تھے۔ رخصتانہ کے دو روز بعد مَیں نے امریکہ جانا تھا۔نہ مَیں نے کریم کو دیکھا ہوا تھا نہ کریم نے میری۔صرف تصویر ہی دیکھی تھی۔ پانچ ماہ پہلے نکاح ہو چکا تھا لیکن کوئی خط وکتابت نہیں تھی۔ایک تو دو ہفتہ پہلے ہی فائنل امتحان دیا تھا پھر پاسپورٹ بنوانے اور شادی کی دوڑ بھاگ اور اب اتنا لمبا سفر کرنا تھا وہ بھی اکیلے۔کیا ہوگا کیا نہیں ہوگا کچھ علم نہ تھا۔شادی کے دو روز بعد ربوہ سے لاہور گاڑی پر گئے وہاں سے P.I.A. کے ذریعہ کراچی پہنچی۔ پیارے ابّا جان میری رخصتی کے فوراً بعد بذریعہ ٹرین کراچی چلے گئے تاکہ جب مَیں لاہور سے کراچی پہنچوں تو وہ وہاں ہوں۔ کراچی میں ایک رات ٹھہرنے کے بعد مَیں نے پہلے کراچی سے لندن جانا تھا۔ جہاز کا سفر پہلی مرتبہ کرنا تھا راستہ میں مجھے Air Sickness ہوگئی۔ بہت طبیعت خراب ہوگئی، لندن میں میرا تقریباً پانچ گھنٹے کا Stay تھا۔ پیارے ابا جان نے لندن میں مولوی عبدالکریم صاحب جو کہ اپنی فیملی کے ساتھ لندن میں رہتے تھے کو مجھے ائیر پورٹ پر Receive کرنے کیلئے کہا ہوا تھا وہ اور ان کی بیگم (خالہ امینہ) ائیر پورٹ پر موجود تھے۔ وہ مجھے اپنے گھر لیکر گئے، ڈاکٹر عبدالسلام کے گھر بھی ان کی بیگم خالہ امتہ الحفیظ سے ملوانے بھی لیکر گئے۔ وہ اس وقت صدر لجنہ یو۔کے تھیں اور میری پیاری امّی کی کلاس فیلو اور سہیلی تھیں۔غرض وقت گزرنے کا پتہ بھی نہ چلا۔ایک تو مجھے تھکاوٹ بہت ہوگئی تھی دوسرے Air Sickness کی وجہ سے طبیعت خراب تھی۔ کچھ کھایا نہیں جا رہا تھا۔ خالہ امینہ اور ان کی بیٹیاں مجھے کہنے لگیں تم تیار ہو جاؤ اب تم نے امریکہ جانا ہے لیکن میرے میں تو کوئی ہمت نہ تھی۔ وہی کپڑے پہنے رکھے جو کہ مَیں پاکستان سے پہن کر آئی تھی۔ وہ مجھے دوبارہ ائیر پورٹ پر چھوڑ گئے لندن سے امریکہ مَیں نے British Air Ways سے جانا تھا۔ان دنوں صرف ایک اٹیچی کیس لے جاسکتے تھے اس لئے جو کچھ تھا اسی ایک اٹیچی کیس میں تھا اور اٹیچی کیس نے لندن ائیر پورٹ سے P.I.A. سے British Air Ways میں ٹرانسفر ہونا تھا۔ جہاز میں جو سیٹ مجھے ملی وہ درمیان والی تھی، میرے اردگرد دو مرد تھے وہ سگار Smoke کر رہے تھے اور شراب پی رہے تھے۔ایک تو Air Sickness دوسرے دھوئیں اور شراب کی بو کہ وجہ سے میرا دماغ پھٹا جا رہا تھا۔ خدا خدا کر کے Kennedy Airport امریکہ میں جہاز اترا۔ جب مَیں اندر پہنچی تو مجھے کریم کی طرف سے ایک چٹ ملی جس سے مجھے یہ معلوم ہوگیا کہ وہ باہر آئے ہوئے ہیں۔اوپر بالکونی میں سے کریم کو یہ معلوم ہوگیا تھا کہ مَیں آگئی ہوں کیونکہ برقعہ میں مَیں اکیلی ہی تھی۔ جب مَیں Immigration کی Medical Formalities کیلئے گئی تو Certificate مانگا گیا وہ میرے اٹیچی کیس میں تھا۔ مجھے وہاں لے جایا گیا جہاں سامان نے آنا تھا۔وہاں گئی تو میرا اٹیچی کیس نہیں آیا ہوا تھا۔سخت پریشانی ہوئی وہ کہتے تھے جب تک Medical Clearance نہ ہو ائیر پورٹ سے باہر نہیں نکل سکتی۔کبھی ادھر لے جاتے کبھی اُدھر۔ اسی طرح 4/5 گھنٹے گزر گئے، میرا ویسے بھی بُرا حال تھا دو تین دن سے کچھ کھایا پیا نہ گیا تھا اوپر سے سفر کے حالات کی وجہ سے نیند بھی نہ آئی تھی اوپر سے یہ پریشانی۔

جب میری شادی ہوئی (1966ء) اس وقت کریم Louisville Ky. میں Ph.D کر رہے تھے وہاں اکیلے رہتے تھے۔ 1966ء میں امریکہ میں احمدی بھی تھوڑے تھے۔ میرے پیارے ابّا جان کے ایک واقف کار ڈاکٹر بشارت منیر صاحب اپنی فیملی کے ساتھ Athen Ohio میں رہتے تھے میرے پیارے ابّا جان نے ان کو لکھا تھا کہ وہ کریم کے ساتھ نیویارک جائیں اور پہلے مجھے اپنے گھر لے کر جائیں اور وہاں سے رخصت کر دیں۔ چنانچہ کریم Louisville سے نیویارک پہنچ گئے، ادھر سے ڈاکٹر بشارت منیر صاحب اپنی کار میں ائیر پورٹ پہنچ گئے۔ پروگرام یہ تھا کہ جب مَیں آؤں تو مجھے اور کریم کو اپنی کار پر پہلے اپنے گھر لے کر جائیں گے لیکن کیونکہ میرے میڈیکل کے ٹیسٹ میرے اٹیچی کیس میں تھے جو نہیں آیا تھا اس لئے Air Port سے Clearance نہیں مل سکتی تھی۔ انہوں نے کہا کہ پہلے ہم اسے Hospital لے کر جائیں گے۔ Medical Tests ہوں گے تو پھر ائیر پورٹ سے Clearance ملے گی۔ چنانچہ مجھے ایمبولینس پر Long Island میں کسی ہسپتال لے جایا گیا۔ اس وقت رات کے 11/12 بج چکے تھے۔ اس لئے اس وقت Tests نہیں ہو سکتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ رات یہیں رہنا پڑے گا۔ صبح ٹیسٹ ہوں گے۔ کریم اور ڈاکٹر بشارت منیر مجھے وہاں چھوڑ کر کسی ہوٹل میں رات گزارنے کیلئے گئے۔ اس وقت تک مَیں نے اپنا چہرہ پورا ننگا نہیں کیا تھا۔ ساری رات نرسیں اپنی روٹین کے مطابق کبھی Blood pressure کبھی Temperature وغیرہ لیتی رہیں۔مَیں حیران تھی کہ بیمار نہ ہونے کے باوجود ہسپتال میں تھی۔ صبح ہوئی مَیں باتھ روم گئی۔اس وقت ابھی مَیں نے کنگھی بھی نہ کی تھی، بال بکھرے ہوئے تھے، ہسپتال کا دھاری دار پاجامہ اور ٹی شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ جب باہر نکلی تو سامنے کریم کھڑے تھے۔ یہ تھا کریم کا اپنی دلہن کو پہلی مرتبہ دیکھنے کا نظارہ! خیر نرسیں مجھے Wheel Chair پر بٹھا کر Tests کروانے گئیں۔ Clearance کے بعد دوبارہ Air Port لے جایا گیا تو شہر میں جانے کی اجازت ملی۔ میرا سامان ابھی تک نہ پہنچا تھا بڑی پریشانی تھی کیونکہ میرے پاس وہی جوڑا تھا جو کہ مَیں نے پہنا ہوا تھا۔ بارش ہو رہی تھی، کبھی ادھر بھیجتے کبھی اُدھر۔اسی طرح پچھلا پہر ہوگیا لیکن خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میرا اٹیچی کیس لندن سے پہنچ گیا۔

ڈاکٹر بشارت منیر نے ساری رات کار ڈرائیو کی، صبح کے قریب ایک Rest Stop پر رُکے۔ وہاں سے کریم Kentuck Fried Chicken لائے اور تقریباً تین دن کے بعد مَیں نے ایک Drum Stick کھائی جو کہ مجھے اچھی لگی۔ جب ہم ان کے گھر پہنچے تو ان کی بیگم خالہ منّو نے ہمارا استقبال کیا۔مَیں ناشتہ کے بعد سو گئی، جب اٹھی تو لنچ کے بعد نہا کر تیار ہوئی، کچھ تصویریں کھینچی گئیں۔ پھر وہ ہمیں Columbus Ohio ائیر پورٹ پر چھوڑنے آئے۔ وہاں سے جہاز نے پہلے Cincinati Ohio رُکنا تھا۔ جب وہاں رُکا تو کہا گیا کہ جہاز میں کچھ خرابی ہوگئی ہے اس لئے سب مسافروں کو ائیر پورٹ پر اُتار دیا گیا۔ بڑی پریشانی ہوئی۔شکر ہے کہ کسی اور جہاز پر سیٹ مل گئی اور ہم Louiville Ky پہنچے۔ ٹیکسی لی گھر پہنچے۔ تقریباً آدھی رات کا وقت تھا۔ کریم نے ایک مکان میں دو کمرے کرائے پر لئے ہوئے تھے وہاں بندہ نہ پرندہ! Louisville Ky میں اس وقت ہم تین سال رہے (1966-1969) وہ بھی ایک لمبی کہانی ہے۔

جب مَیں لاہور میں ایم۔ایس۔سی کر رہی تھی تو ہمارا ٹرپ لنڈی کوتل سیر کیلئے گیا مَیں نہ جاسکی۔ ایک تو لڑکے لڑکیاں اکٹھی جا رہی تھیں اس لئے گھر سے اجازت نہ ملی، دوسرے جانے کیلئے رقم نہ تھی۔ اس وقت دل میں خیال آیا کہ لنڈی کوتل دیکھنے کا موقع کھو گیا لیکن انسان کو کیا پتہ ہوتا ہے کہ آگے خدا تعالیٰ نے قسمت میں کیا رکھا ہے؟ اس کے بعد لنڈی کوتل تو کیا (تین سال پشاور میں رہے) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے دنیا کے مختلف ملکوں اور شہروں میں رہنے کی توفیق دی، وہاں کے تاریخی مقامات اور سیرگاہوں کو دیکھنے، قدرت کے حسین نظارے دیکھنے، تفریحی مقامات کی سیر کرنے کی توفیق دی۔ دنیا کی ہر نعمت خدا تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے عطا کی اور سب سے بڑھ کر روحانی مائدہ M.T.A International کے روپ میں عطا کیا جس پر طرح طرح کے دلچسپ پروگرام آتے ہیں۔ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایمان افروز خطابات تازہ بتازہ سننے کو ملتے ہیں۔ جہاں بھی حضور جائیں وہاں سے Live پروگرام آتا ہے اور ہم جہاں بھی ہوں ایسے ہی لگتا ہے کہ ہم بھی اسی محفل میں بیٹھے ہیں۔ T.V Screen کے اُس طرف حضور اور باقی سامعین ہوتے ہیں اور اس طرف ہم حالانکہ درمیان میں ہزاروں میل کا فاصلہ ہوتا ہے۔ کریم ہر سال جلسہ سالانہ یو۔کے جاتے ہیں اور جلسہ میں بیٹھے ہمیں نظر آ جاتے ہیں۔ جب حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع نے وفات پائی تو کریم لندن گئے تھے میں نہیں گئی تھی لیکن ایک وقت ایسا آیا کہ ادھر کریم حضور کے چہرے کا آخری دیدار کر رہے تھے اسی وقت میں امریکہ میں بیٹھی حضور کے چہرے کا آخری دیدار کر رہی تھی۔ اللہ تیری شان! تو نے کیا کیا نعمتیں عطا کی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے قادیان دارالامان جانے کی توفیق دی اور اس گھر کو بھی دیکھا جس میں مَیں قادیان دارالامان میں پیدا ہوئی تھی۔ اب تو کسی اور جگہ جانے کی حسرت نہیں

باقی صفحہ 6 پر

مکرم بشارت احمد وڑائچ صاحب

میرے بھائی مکرم غلام سرور صاحب وڑائچ

برادرم غلام سرور وڑائچ سابق صدر جماعت احمدیہ قلعہ کالروالہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ یکم ستمبر 2009ء کو تقریباً 61 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں دل کے بائی پاس آپریشن کے بعد دس دن تک بیہوش رہ کر وفات پا گئے۔

برادرم غلام سرور صاحب 15 مئی 1948ء کو قلعہ کالروالہ میں پیدا ہوئے جو کہ خاکسار سے تقریباً ڈیڑھ سال بڑے تھے۔ برادرم بچپن سے ہی میٹھے اور دودھ کے شوقین تھے۔ بچپن سے ہی بھائی والدہ صاحبہ کو دکان سے سودا لا کر دیا کرتے تھے اور ساتھ اپنے لئے میٹھی چیز ضرور لاتے تھے۔

جب ہم ذرا سیانے ہوئے تو والد صاحب ہم دونوں بھائیوں کو لے کر گورنمنٹ پرائمری سکول ٹریاں کے کلاس اول کے استاد ماسٹر نصر اللہ خان صاحب (آف داتا زیدکا) کے پاس گئے اورانہوں نے بھائی کو پکی اور مجھے کچی جماعت میں داخل کرلیا۔ سکول کی کل عمارت ایک برآمدہ پر مشتمل تھی۔ کلاسیں باہر درختوں کے نیچے ہوتی تھیں اور بارش کے وقت سکول سے چھٹی ہو جاتی تھی۔ بعد میں ہماری کلاسیں گورنمنٹ مڈل سکول میں چلی گئیں۔ برادرم غلام سرور مڈل سٹینڈرڈ کے امتحان میں فیل ہوگئے۔ مگر اس کی برکت یہ ہوتی کہ والد صاحب نے تعلیم الاسلام ہائی سکول گھٹیالیاں کے ہیڈ ماسٹر چوہدری غلام حیدر جو کہ حلقہ میں ہی رہتے تھے کے ساتھ مشورہ کیا تو انہوں نے ہم دونوں بھائیوں کو اپنے سکول یعنی تعلیم الاسلام ہائی سکول میں آٹھویں کلاس میں داخل کرلیا اور ہمیں بڑے بھائیوں کی دو پرانی سائیکل سکول جانے کے لئے مل گئیں۔ تعلیم الاسلام ہائی سکول کا معیار تعلیم بہت بلند تھا اور میٹرک کا نتیجہ عام طور پر سو فیصد ہوتا تھا۔ 62-1961ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ جناب حسنات احمد صاحب کے ساتھ تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں کا سنگ بنیاد رکھا اور ایک سال سے کم عرصہ میں کالج کی عمارت اور پرنسپل صاحب کی رہائش اور ہوسٹل تیار ہوگئے اور جناب عبدالسلام اختر صاحب پہلے پرنسپل تعینات ہوئے۔ آغاز سے کالج میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ غیر نصابی سرگرمیاں بھی شروع ہوگئیں۔ جن میں قومی سطح پر مباحثے، مشاعرے اور کھیلوں کے مقابلہ جات اکثر ہوتے اور سکول کے طلباء شائقین اور زائرین کے طور پر بھرپور شرکت کرتے۔

جون 1965ء میں ہم دونوں بھائی میٹرک میں پاس ہوگئے۔ برادرم غلام سرور کو بچپن سے ہی جماعت احمدیہ کے ساتھ جنون کی حد تک پیار تھا۔ 61-1960ء میں صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب دورہ پر قلعہ آئے تو انہوں نے وقف زندگی کی تحریک کی تو برادرم غلام سرور نے فوراً کھڑے ہو کر زندگی وقف کرنے کا وعدہ کیا۔ اگست 1965ء میں جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ کا اعلان شائع ہوا تو ستمبر کے آغاز میں والد صاحب برادرم غلام سرور کو لے کر ربوہ گئے۔ لیکن 6 ستمبر کو پاک بھارت جنگ کی وجہ سے داخلے ملتوی کر دیئے گئے تو والد صاحب بھائی کے ساتھ واپس گاؤں آگئے اور اکتوبر میں ہم دونوں بھائیوں نے تعلیم الاسلام کالج گھٹیالیاں میں فرسٹ ایئر میں داخلہ لے لیا۔ تو والد صاحب نے ہمیں نئی ایگل سائیکل لے کر دی کالج کے زمانہ میں ہم لوگ پڑھائی کے ساتھ ساتھ کھیتوں میں کام میں بھی حصہ لیتے رہے اور کالج کی باسکٹ بال ٹیم پہلی بار آل پاکستان ناصر باسکٹ بال ٹورنامنٹ میں شمولیت کے لئے جنوری 1966ء میں ربوہ گئی جس میں خاکسار نے بھی شمولیت کی۔ ایف اے کے امتحان میں بھائی کی دو مضامین میں کمپارٹمنٹ آگئی تو انہوں نے ان مضامین کی دوبارہ تیاری شروع کر دی اور خاکسار کو تعلیم الاسلام کالج ربوہ میں تھرڈ ایئر میں داخل کروا دیا گیا۔ یہ جدائی کا موقع ہم دونوں بھائیوں کے لئے بہت تکلیف دہ تھا۔ کیونکہ ہم دونوں بھائیوں کا آپس میں اس قدر پیار تھا کہ ہم ہمیشہ اکٹھے رہتے تھے۔ بلکہ برادری کے بعض لوگ سمجھتے رہے کہ ہم جڑواں ہیں۔ واقعی ہم میں سے ایک بیمار ہوتا تو دوسرا بھی بیمار ہو جاتا۔

پہلے سکول اور پھر کالج سے واپس آکر ہم دونوں بھائی سیدھے حویلی جاتے اور والد صاحب کے ساتھ زمیندارہ کاموں میں مدد کرتے۔ مویشیوں کے لئے چارہ کاٹنا، ڈالنا، چرانا اور دودھ دوہنا عام طور پر ہم دونوں بھائیوں کی ذمہ داری تھی۔ ہم دونوں بھائی گھڑ سواری کے بھی شوقین تھے اور جب کوئی مہمان گھوڑی پر آتے تو ہم اپنی گھوڑی اور مہمان کی گھوڑی کو باہر کھیتوں میں لے جاتے اور دوڑ لگواتے کئی دفعہ گرتے مگر دوبارہ سواری کرتے۔

بھائی صاحب نے ایف اے مکمل کر کے گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹیٹیوٹ سیالکوٹ میں ٹائپ اور شارٹ ہینڈ میں داخلہ لے لیا اور کورس مکمل کرنے کے بعد گورنمنٹ گرلز ہائی سکول پسرور میں بطور کلرک ملازمت کر لی اور 17 میل سائیکل پر آتے جاتے رہے۔ اسی دوران بھائی نے پہلے PTC اور پھر CT کا کورس کرلیا اور گورنمنٹ مڈل سکول گھنو کے چہ میں بطور سکول ٹیچر کام شروع کیا۔ جو کہ قلعہ سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ جہاں ریٹائرمنٹ تک تقریباً تیس سال پڑھایا۔ آپ صبح ٹھیک وقت پر سکول جاتے اور چھٹی کے بعد واپس گھر آتے۔ چھٹی کم ہی کرتے تھے۔ اپنی ذمہ داری پوری ایمانداری اور اخلاص کے ساتھ ادا کرتے اور گاؤں کے سب لوگ آپ کا بہت احترام کرتے تھے۔

برادرم غلام سرور کو بچپن سے جماعت اور خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک پیار تھا۔ زندگی وقف تو نہ کر سکے مگر انہوں نے عملی طور پر ایک واقف زندگی کی طرح ہی جماعت کی خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے ساتویں کلاس سے پنجوقتہ نماز پابندی کے ساتھ پڑھنا شروع کی، تہجد باقاعدہ پڑھتے اور ریٹائرمنٹ کے بعد چاشت کے نفل بھی باقاعدہ پڑھتے۔ قرآن پاک کی تلاوت ترجمہ کے ساتھ کرتے۔ آپ نے آخری نماز آپریشن سے پہلے ادا کی۔

برادرم غلام سرور کو دس سال سے زائد عرصہ تک قائد خدام الاحمدیہ کے طور پر کام کی توفیق ملی۔ جلسہ سالانہ اور اجتماع خدام الاحمدیہ میں مرکز سلسلہ جاتے رہتے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی تحریک پر کئی مرتبہ سائیکل پر دوسرے خدام کے ساتھ اپنے گاؤں سے ربوہ جانے کا موقع ملا۔ آپ کو پہلے دور میں تقریباً پندرہ سال تک جماعت احمدیہ قلعہ کالروالہ کے صدر کی ذمہ داری کی ادائیگی کی توفیق ملی اور کچھ سال کے وقفہ کے بعد تا وفات دوبارہ صدر جماعت کے طور پر کام کا موقع ملا اور بطریق احسن اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے رہے۔ تقریباً تین سال تک مجلس انصاراللہ علاقہ گوجرانوالہ میں نائب ناظم تعلیم کے طور پر بھی کام کی توفیق پائی۔ بھائی اپنی سرکاری ملازمت کے ساتھ زمیندارہ بھی کرتے تھے۔ لیکن کھیتوں میں زیادہ وقت رہنے کی بجائے بیت الذکر میں زیادہ وقت گزارتے اور جماعتی کاموں کی سرانجام دہی میں زیادہ خوشی اور اطمینان محسوس کرتے۔ امیر صاحب ضلع اور امیر صاحب حلقہ کے ساتھ ہمیشہ احترام کا سلوک کرتے۔ مربیان سلسلہ اور مرکز کے مہمانوں کی خدمت کا موقع ڈھونڈتے رہتے تھے۔ آپ کی بیگم صاحبہ کو بھی مہمانوں کی خدمت کر کے خوشی ہوتی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے شادی کے بعد ایک بیٹا دیا مگر وہ پیدائش کے جلد بعد وفات پا گیا۔

دوسری شادی بھی کی مگر وہ زیادہ دیر نہ چل سکی۔ اپنی اولاد کی کمی کو آپ اپنے بہن بھائیوں کے بچوں کے ساتھ بہت زیادہ پیار کی صورت میں پورا کرتے بلکہ بھتیجوں کے بچوں کے ساتھ بھی بہت زیادہ پیار اور محبت کا سلوک کرتے۔

جب حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس نے وصیت کرنے کا جماعت کو ارشاد فرمایا تو آپ نے بھی وصیت کرلی اور ہمیشہ چندہ کی ادائیگی باقاعدگی سے کرتے اور چندے کی برکات اور خلافت سے وابستگی پر احباب جماعت کو بھی تلقین کرتے رہتے۔ اللہ تعالیٰ برادرم محترم کو اعلیٰ علیین میں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے اور ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی ہم لوگوں کو بھی توفیق دے اور ہمارے پیارے وطن پاکستان کو امن و سلامتی کا گہوارہ بنائے۔ آمین

بقیہ صفحہ 5

سوائے خانہ کعبہ جانے کے۔ پچھلے سال میری بہن بشریٰ باری اپنے میاں اور بڑی بیٹی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے حج کیلئے مکہ شریف و مدینہ شریف گئی تھی۔ وہاں دونوں مقدس شہروں میں مَیں نے اس سے فون پر باتیں بھی کیں اور آنحضرت ﷺ کو میری طرف سے سلام پہنچانے کا بھی کہا۔ ایک مرتبہ تو عین اس وقت میری اس سے بات ہوئی جب کہ وہ مسجد نبوی میں روضۂ مبارک کی زیارت کیلئے اندر داخل ہو رہی تھی۔ دل کو خوشی ہے کہ کم از کم میری آواز اور سلام تو اس ارض مقدس تک پہنچ گیا ہے۔

کس طرح تیرا کروں اے ذوالمنن شکر و سپاس
وہ زباں لاؤں کہاں سے جس سے ہو یہ کاروبار

غزل

دیکھے ہیں حسیں میں نے زمانے میں ہزاروں
پر حُسن تیرا سارے حسینوں سے سوا ہے
کیا نور ہے جو تجھ کو ملا ماہِ مُبیں سے
کیا رنگ ہے جو سارے زمانے سے جدا ہے
لب کھلتے ہی پھولوں کی مہک آتی ہے تجھ سے
ہر دل پہ ترے نُطق کا جادو سا چلا ہے
سوتا ہوں تو خوابوں میں نظر آتا ہے مجھ کو
حیران ہو تُو خانہ ویراں میں بسا ہے
کچھ روشنی جو مجھ میں سدا رہتی ہے روشن
یہ تیرا کرم تیری محبت کی ضیا ہے

خواجہ عبدالمومن

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

درخواست دعا

۞ مکرم محمد رفیع خان شہزادہ صاحب صدر محلہ دارالرحمت شرقی راجیکی تحریر کرتے ہیں کہ میرے بھائی مکرم ڈاکٹر محمد الطاف خان صاحب کے کولہے کی ہڈی گھر میں گرجانے کی وجہ سے فریکچر ہوگئی ہے۔ احباب سے کامل شفایابی کیلئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

۞ مکرم عبدالستار صاحب امیر جماعت احمدیہ سیالکوٹ شہر تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بھابی محترمہ امۃ القیوم صاحبہ زوجہ مکرم میاں عبدالحئی صاحب ایڈووکیٹ مورخہ 9فروری 2012ء کو قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ آپ مکرم بابو محمد حیات صاحب کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں ان کی نماز جنازہ سیالکوٹ میں ان کی رہائش گاہ پر ہی خاکسار نے پڑھائی بعد میں انہیں ربوہ تدفین کیلئے لے جایا گیا جہاں پر مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے بعد از نماز عصر نماز جنازہ پڑھائی اور تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔ مرحومہ نہایت مخلص دیندار اور دوسروں کے دکھ درد میں شریک ہونے والی تھیں۔ مرحومہ کے تین بیٹے مکرم ڈاکٹر عثمان حی صاحب سیالکوٹ، مکرم ڈاکٹر عمران حی صاحب پی ایچ ڈی پروفیسر یونیورسٹی آف منیسوٹا امریکہ، مکرم بلال حی صاحب امریکہ اور ایک بیٹی مکرمہ رابعہ حی صاحبہ ہیں ان کے میاں مکرم وسیم احمد صاحب سانحہ دارالذکر میں شہید ہوگئے تھے۔ اور اپنی والدہ کے پاس رہ رہی تھیں۔ احباب سے ان کی مغفرت اور لواحقین کو صبر جمیل عطا ہونے کیلئے درخواست دعا ہے۔

سانحہ ارتحال

۞ مکرم انیس احمد غوری صاحب معلم سلسلہ بدین تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے والد محترم اکبر علی صاحب سندھی ولد مکرم اللہ دتہ صاحب سندھی 23مارچ 2012ء کو انتقال کر گئے۔ مرحوم پابند صوم وصلوٰۃ تھے ملنسار تھے اور مخلص احمدی تھے مرحوم کی نماز جنازہ 23مارچ کو مقامی قبرستان چک نمبر 276ر۔ب گوکھووال ضلع فیصل آباد میں مکرم طاہر محمود صاحب معلم اصلاح وارشاد مقامی چک 275ر۔ب نے پڑھائی۔ قبر تیار ہونے پر مکرم حافظ عبدالجبار صاحب معلم سلسلہ نے دعا کروائی۔ مرحوم نے اپنے پیچھے تین بھائی دو بیٹے اور پوتے پوتیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

۞ مکرم زاہد محمود صاحب ویل ویئر ٹیلرز کالج روڈ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری خوشدامن مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مورخہ 13فروری 2012ء کو چک پٹھان ضلع گوجرانوالہ میں بعمر 50 سال وفات پا گئیں۔ اسی روز مکرم محمد اسلم بھٹہ صاحب مربی سلسلہ نے نماز عصر پر نماز جنازہ پڑھائی مقامی احمدیہ قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم محمد اختر صاحب مربی سلسلہ گکھڑ منڈی نے دعا کروائی۔ مرحومہ بہت سی خوبیوں کی مالک تھیں مرحومہ پنج وقتہ نمازوں کی پابند اور تہجد گزار خاتون تھی مرحومہ نے اپنے پسماندگان میں خاوند کے علاوہ دو بیٹے تین بیٹیاں اور بوڑھے والدین سوگوار چھوڑے ہیں ایک بیٹا اور ایک بیٹی شادی شدہ ہیں احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے درجات بلند کرے اور لواحقین کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے۔ آمین

سانحہ ارتحال

۞ مکرم رشید احمد ضیاء صاحب کارکن دفتر مضافاتی کمیٹی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میری خالہ محترمہ ہاجرہ ناہید صاحبہ زوجہ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب مرحوم لانڈھی کراچی مورخہ 16مارچ 2012ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ ان کے بیٹے مکرم چوہدری ادریس احمد صاحب جنازہ لے کر ربوہ آئے۔ مورخہ 17مارچ کو بعد نماز عصر بیت المبارک میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ بہشتی مقبرہ میں تدفین کے بعد مکرم راجہ نصیر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اشاعت نے دعا کرائی۔ مرحومہ کے بڑے بیٹے مکرم چوہدری داؤد احمد صاحب آف آسٹریلیا اور بیٹی محترمہ روبینہ صاحبہ آف بیلجیئم پاکستان نہیں پہنچ سکے۔ احباب سے مرحومہ کے بلندی درجات کیلئے درخواست دعا ہے۔

چوتھا سالانہ فنکشن

(ناصر ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ)

۞ خدا تعالیٰ کے فضل ورحم کے ساتھ مورخہ 28مارچ 2012ء کو شام سات بجے ناصر ہائیر سیکنڈری سکول ربوہ کا چوتھا سالانہ فنکشن وتقسیم انعامات منعقد ہوئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی محترم آصف جاوید چیمہ صاحب صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ تھے۔ تلاوت قرآن کے بعد محترم خرم نوید صاحب وائس پرنسپل ناصر ہائیر سیکنڈری سکول نے سالانہ رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا۔

آج ناصر ہائیر سیکنڈری سکول کا چوتھا تعلیمی سال ختم ہورہا ہے۔ اس سال کی سب سے قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس سال سکول کا الحاق دیگر جماعتی اداروں کی طرح آغا خان یونیورسٹی ایگزامینیشن بورڈ سے ہوا۔ اساتذہ کرام نے دن رات محنت کی اور Conceptual study based نظام تعلیم کو ایک چیلنج سمجھ کر قبول کیا۔ رٹا سسٹم کا خاتمہ اور طالب علم کے ذہن میں علمی تصورات کو چمکانے کا عمل ایک دشوار گزار عمل تھا مگر اس چیلنج نے اساتذہ کی ہمت میں اضافہ کیا۔

2008ء میں اس ادارہ کا آغاز ششم تا دہم ہوا اور اس وقت 250 طلبہ کی گنجائش رکھنے والا یہ ادارہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج چار سال بعد اس مقام پر کھڑا ہے کہ صبح کے وقت سکول کی گنجائش 575 طلبہ کی ہے جبکہ شام کے اوقات میں کالج کی کلاسز اس تعلیمی درس گاہ کی شان میں اضافہ کا باعث ہیں۔ شام کے وقت کالج کے 160 طلبہ اور نہم دہم کے 90 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ یعنی صبح وشام کل 825 طلبہ اس درسگاہ میں علم حاصل کر رہے ہیں۔

امسال آغا خان بورڈ سے الحاق کے بعد نظارت تعلیم کے ماتحت ربوہ کے تعلیمی اداروں کے مابین علمی، ادبی اور ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد ہوا۔ جس میں ناصر ہائیر سیکنڈری سکول کی کارکردگی نمایاں رہی۔ ورزشی مقابلہ جات میں سکول رننگ ٹرافی کا حقدار ٹھہرا۔ علمی اور ادبی مقابلہ جات میں سکول ہذا کے طلبہ نے اردو مباحثہ (حق ومخالفت دونوں) میں اول۔ اردو تقریر میں اول جبکہ English debate میں دوم اور سوم اور انگریزی تقریر میں سوم پوزیشن حاصل کی۔ اسی طرح مجلس صحت کے تحت منعقدہ All Pakistan rock climbing competition میں سکول کے طلبہ نے بھرپور حصہ لیا اور انڈر 15 میں اول، دوم اور سوم تینوں پوزیشنز حاصل کیں جبکہ انڈر 18 میں دوم پوزیشن حاصل کی۔ اسی طرح جولائی میں پنجاب بوائے سکاؤٹ ایسوسی ایشن کے تحت ہونے والے سمر ٹریننگ کیمپ (مری گھوڑا گلی) میں سکول ہذا کے دس طلباء نے ایک نگران ٹیچر کے ساتھ شمولیت کی۔ یہ کیمپ سات روز تک جاری رہا۔

فیصل آباد بورڈ کے تحت منعقدہ انٹر کالجیٹ سپورٹس مقابلہ جات میں امسال کالج کی پانچ رکنی ٹیم نے بیڈمنٹن میں سوم پوزیشن حاصل کی۔ دہم کے بورڈ کا رزلٹ الحمد للہ سو فیصد رہا اور ایک طالب علم کے علاوہ باقی تمام طلبہ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہوئے۔ سکول ہذا کے چار طلبہ گورنمنٹ کے سکالر شپ کے حقدار قرار پائے۔ یوں ناصر ہائیر سیکنڈری سکول خدا تعالیٰ کے فضل اور اساتذہ کی بھرپور محنت سے کامیابیوں کی شاہراہ پر گامزن ہے۔

رپورٹ کے بعد محترم مہمان خصوصی نے کلاس ششم تا ہشتم کے فائنل ٹرم کی بنیاد پر پوزیشن حاصل کرنے والوں کو جبکہ کلاس نہم، دہم اور فرسٹ ایئر کے طلباء کو گزشتہ سال 2011ء کے بورڈ کے امتحان کے رزلٹ کی بنیاد پر انعامات تقسیم کئے۔ اختتامی خطاب میں انہوں نے سکول کی کارکردگی پر خوشنودی کا اظہار کیا اور طلباء کو قیمتی نصائح سے نوازا۔ دعا کے ساتھ اس تقریب کا اختتام ہوا۔ طلباء اور مہمانان کو تقریب کے بعد عشائیہ دیا گیا۔

ربوہ میں آمد پر جذبات تشکر

پاک بستی میں جب بھی آتا ہوں
کہنہ یادیں بھی ساتھ لاتا ہوں
جب تصور میں ڈوب جاتا ہوں
سارے ربوہ میں گھوم آتا ہوں
ناروے میں رہوں یا لندن میں
اپنے ربوہ کے گیت گاتا ہوں
مولا لائے اُسے بھی مرکز میں
جس کی خاطر میں شعر کہتا ہوں
اللہ حافظ ہے میرے ربوہ کا
جس کے سایہ میں چین پاتا ہوں
دوست احباب جب بھی ملتے ہیں
دل میں گہرا سکون پاتا ہوں
ہے دعا یہ سدا رہے قائم
میرا اس سے ہو رابطہ دائم

خواجہ عبدالمومن

خالص سونے کے زیورات کا مرکز
کاشف جیولرز
گولبازار ربوہ
میاں غلام مرتضیٰ محمود
فون دکان:047-6215747 فون رہائش:047-6211649

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام (پاکستانی وقت کے مطابق)

پروگراموں میں 20,15 منٹ کی کمی بیشی یا تبدیلی کی جاسکتی ہے

13/اپریل 2012ء

5:00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم
5:40 am	جاپانی سروس
6:00 am	گفتگو پروگرام
6:35 am	لقاء مع العرب
7:50 am	ترجمۃ القرآن
9:10 am	ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
10:00 am	دعوت الی اللہ سیمینار جرمنی
11:05 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:25 am	گفتگو پروگرام
12:05 pm	گلشن وقف نو
1:10 pm	سرائیکی سروس
2:00 pm	راہ ہدیٰ
3:35 pm	انڈونیشین سروس
5:00 pm	خطبہ جمعہ LIVE
6:10 pm	تلاوت قرآن کریم
6:30 pm	درس حدیث
6:40 pm	میدان عمل کی کہانی، انٹرویو
7:25 pm	بنگلہ سروس
8:25 pm	ریئل ٹاک
9:30 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 13/اپریل 2012ء
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:30 pm	حضور انور کا خطاب برموقع جلسہ سالانہ
12:45 pm	خدام الاحمدیہ یوکے اجتماع
1:40 pm	سوال و جواب
2:40 pm	خطبہ جمعہ فرمودہ 13/اپریل 2012ء
3:55 pm	انڈونیشین سروس
5:00 pm	تلاوت قرآن کریم
5:10 pm	سٹوری ٹائم۔بچوں کیلئے دینی کہانیاں
5:30 pm	الترتیل
6:00 pm	انتخاب سخن LIVE
7:00 pm	بنگلہ سروس
8:05 pm	گلشن وقف نو
9:20 pm	راہ ہدیٰ LIVE
11:00 pm	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11:15 pm	گلشن وقف نو

14/اپریل 2012ء

12:30 am	یسرنا القرآن
1:00 am	فقہی مسائل
1:30 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 13/اپریل 2012ء
3:00 am	ان سائیٹ
3:20 am	راہ ہدیٰ
5:00 am	ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5:20 am	تلاوت قرآن کریم
5:30 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
6:00 am	لقاء مع العرب
7:05 am	فقہی مسائل
7:35 am	خطبہ جمعہ فرمودہ 13/اپریل 2012ء
8:50 am	سیرت صحابیات ﷺ
9:25 am	راہ ہدیٰ
11:00 am	تلاوت قرآن کریم اور درس حدیث
11:30 am	بین الاقوامی جماعتی خبریں
12:05 pm	الترتیل

خبریں

لوڈشیڈنگ اور مہنگائی طویل اور غیر اعلانیہ لوڈشیڈنگ اور مہنگائی کے خلاف احتجاجی مظاہرے ہوئے۔شہروں میں 12 سے 14 جبکہ دیہاتوں میں 16 سے 18 گھنٹے کی طویل لوڈشیڈنگ نے عوام کا جینا دشوار کردیا۔لوڈشیڈنگ کے باعث اکثر شہروں میں پینے کا پانی نایاب اور عوام پانی مہنگے داموں خریدنے پر مجبور رہو گئی ہے دوسری جانب پٹرولیم مصنوعات اور گیس وسی این جی میں بے پناہ اضافے نے غریب عوام کی سفری مشکلات میں اضافہ کردیا ہے۔

صومالیہ میں خودکش حملہ صومالیہ میں ایک تقریب سے وزیراعظم کے خطاب کے دوران خودکش بمبار خاتون نے خودکو دھماکہ خیز مواد سے اڑالیا۔جس کے نتیجے میں صومالی اولمپک کمیٹی اور فٹ بال فیڈریشن کے سربراہان سمیت 10/افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے۔

جمرود میں مسافر وین میں دھماکہ خبیر

ربوہ میں طلوع وغروب 6/اپریل

طلوع فجر	4:24
طلوع آفتاب	5:49
زوال آفتاب	12:11
غروب آفتاب	6:33

❖ اکسیر بلڈ پریشر ❖
ایک ایسی دوا جس کے دو تین ماہ استعمال سے ہائی بلڈ پریشر اللہ کے فضل سے مکمل طور پر ختم ہوجاتا ہے اور دواؤں کے مستقل استعمال سے جان چھوٹ جاتی ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

گرلز سوٹ ایک سال تا 18 سال گرلز سوٹ پٹھانی، بلوچی ایک سال تا 10 سال
لیڈیز بوتیک سوٹ اعلیٰ کوالٹی
رینبو فیشن ریلوے روڈ ربوہ
047-6214377

خواتین و حضرات کے جملہ امراض
الحمید ہومیوکلینک اینڈ سٹورز
ہومیوفزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر (ایم۔اے)
عمر مارکیٹ نزد اقصیٰ چوک ربوہ فون: 0334-7801578

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580
starjewellers@ymail.com

چلتے پھرتے بروکروں سے سیمپل اور ریٹ لیں۔ وہی ورائٹی ہم سے 50 پیسے یا 1 روپیہ کم ریٹ میں لیں
گنیا (معیاری پیمائش) کی گارنٹی کے ساتھ
ہماری خواہش ہے کہ آپ کی لاعلمی کی وجہ سے کوئی ناجائز فائدہ نہ اٹھاسکے۔
اظہر ماربل فیکٹری
15/5 باب الابواب درہ سٹاپ ربوہ
فون فیکٹری: 6215713 گھر: 6215219
پروپرائٹر: رانا محمود احمد موبائل: 0332-7063013

FR-10

فاتح جیولرز
www.fatehjewellers.com
Email:fatehjeweller@gmail.com
ربوہ فون نمبر: 0476216109
موبائل 0333-6707165

احمدی بھائیوں کے لئے خاص رعایت
FAJAR RENT- A CAR
121-MF زینب ٹاور لنک روڈ ماڈل ٹاؤن لاہور
M.ABID BAIG
Contact No:0333-4301898

نرم کلامی، اعلیٰ اخلاق اور سچائی انسان کی زینت ہے
حکیم منور احمد عزیز
چک چھٹہ حافظ آباد والے دارالفتوح شرقی ربوہ
فون 0476214029 موبائل: 03346201283

گل احمد 2012ء اور کاٹن ولان کی فینسی ورائٹی کا بہترین مرکز
صاحب جی فیبرکس
ریلوے روڈ ربوہ 0092-47-6212310

ربوہ میں جدید سہولیات اور ماہر لیڈی ٹیچرز کی محنت ایک ساتھ
NEW PARADISE ACADEMY
Oxford Syllabus
Computer Lab
Library
Pick & drop facility
پلے گروپ سے 8th کلاس تک داخلے جاری ہیں
99۔مسرور ٹاؤن۔نصرت آباد ربوہ 0332-7056211 پرنسپل حافظہ عطیۃ الجلیل

پاکستان الیکٹرو انجینئرنگ
نکل ٹینک، گولڈ پلانٹ، کروم ٹینک، بیرل ریکٹیفائر ٹرانسفارمر، اوون ڈرائر مشین، فلٹر پمپ، ٹائٹینیم ہیٹر، پائوڈر کوٹنگ مشین، ڈی او نائزر پلانٹ
پی۔وی۔سی لائننگ، فائبر لائننگ
پروپرائٹرز: منور احمد۔ بشیر احمد
37۔ دل محمد روڈ، لاہور۔فون: 0300-4280871, 0313-4280871, 042-37247744